بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقہ حنفی

مسائلِ عشر

مولانا عبدالرشید صاحب استاذ فقہ جامعہ مدنیہ، لاہور

زمین اور پیداوار کی زکوٰۃ جس طرح شریعت نے مال تجارت، سونے چاندی، نقد رقم اور سائمہ[1] جانوروں پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض قرار دی ہے اسی طرح زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ عائد کی ہے زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ ہی کو عشر کہا جاتا ہے[2]۔

وجہ تسمیہ "عشر" کا معنی ہے "دسواں حصہ" چونکہ زمین کی پیداوار کی زکاۃ کی مقدار عام حالات میں کل پیداوار کا دسواں حصہ ہے اس لیے پیداوار کی زکاۃ کا نام "عشر" رکھ دیا گیا۔ اگرچہ بعض مخصوص حالات میں پیداوار کا بیسواں حصہ (نصف عشر) ادا کیا جاتا ہے لیکن اصطلاح فقہاء میں اسے بھی عشر ہی کہا جاتا ہے[3]۔

زکوٰۃ اور عشر کا فرق عام اموال کی زکوٰۃ خالص عبادت ہے۔ اس میں حیثیتِ عبادت کے علاوہ اور کوئی حیثیت نہیں ہے جبکہ زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ یعنی عشر میں حیثیتِ عبادت کے ساتھ ساتھ ضمنی طور پر ٹیکس کی حیثیت بھی ملحوظ رکھی گئی ہے[4]۔ یہی وجہ ہے کہ عشر نابالغ اور مجنون کی زمین کی پیداوار پر بھی عائد ہوتا ہے بلکہ موقوفہ زمین کی پیداوار پر بھی عشر واجب ہے جبکہ ان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے[5]۔

نیز اسی لیے صاحب زکوٰۃ اگر زکوٰۃ ادا کئے بغیر انتقال کر جائے تو اس کے مال میں سے زکوٰۃ نہیں نکالی جائے گی لیکن اس کے برعکس اگر صاحب عشر عشر ادا کئے بغیر انتقال کر جائے اور وہ پیداوار موجود ہو تو اس میں سے عشر وصول کیا جائے گا۔[۵]

وجوب عشر کی شرائط پہلی شرط مسلمان ہونا، لہٰذا ابتداءً عشر صرف مسلمان پر ہی عائد ہوگا۔ البتہ اگر کسی مسلمان سے کسی کافر نے وہ عشری زمین خریدلی اور اس کافر نے اس پر قبضہ کرلیا تو وہ کافر حسبِ سابق عشر ادا کرے گا یا خراج؟ اس میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وہ کافر خراج ادا کرے گا عشر نہیں۔ امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک وہ کافر ڈبل عشر یعنی خمس (۱/۵ حصہ) ادا کرے گا۔ امام محمدؒ کے نزدیک حسبِ سابق عشر ہی ادا کرے گا۔ اگرچہ ان دونوں ائمہ کے نزدیک یہ نام کا عشر مصارف خراج میں صرف کیا جائے گا مصارف عشر میں نہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ سے ایک روایت مصارف عشر میں خرچ کرنے کی بھی ہے۔[۷]

دوسری شرط وجوب عشر کی دوسری شرط دار الاسلام میں ہونا یا دار الحرب میں ہوتے ہوئے فرضیت عشر کا علم ہونا ہے لہٰذا دار الحرب میں رہنے والے کسی مسلمان کو اگر فرضیتِ عشر کا علم نہیں تو اس پر ادائیگی عشر بھی فرض نہیں ہے۔[۸]

تیسری شرط وجوب عشر کی تیسری شرط پیداوار کا وجود ہے لہٰذا عشری زمین میں اگر پیداوار نہیں ہوئی تو ایسی زمین پر عشر لاگو نہیں ہوگا۔[۹] اگرچہ پیداوار نہ ہونے کا سبب کوئی قدرتی سبب نہ ہو بلکہ مالک کی اپنی لاپرواہی اور غفلت ہی اس کا باعث ہو مثلاً اس نے کاشت ہی نہیں کی یا کاشت کے بعد اس کی نگرانی اور حفاظت نہیں کی۔[۱۰]

چوتھی شرط وہ پیداوار ایسی ہو کہ عادۃً اس کو پیدا کرنے اور اگانے کا رواج ہو اور

اسے کاشت کر کے اس سے نفع اٹھایا جاتا ہو۔ لہٰذا بے کار اور خود رو قسم کی گھاس اور درخت وغیرہ میں عشر نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر قصداً گھاس اور بانس وغیرہ اگائے جائیں تو ان میں عشر ہو گا[11]

پانچویں شرط وجوب عشر کی پانچویں شرط یہ ہے کہ زمین عشری ہو۔ خراجی زمین میں خراج ہی واجب ہوتا ہے عشر نہیں۔ کیونکہ کسی ایک زمین پر عشر و خراج دونوں اکٹھے لاگو نہیں ہوتے[12]

عشری زمینیں (۱) عرب کی ساری زمین عشری ہے عرب کی زمین عذیب سے مکہ تک اور عدن سے منتہائے حجر تک کہلاتی ہے جس میں تہامہ، حجاز، مکہ، یمن، طائف، عمان اور بحرین شامل ہیں[13] (۲) جو علاقے بطور صلح فتح ہوئے اور وہاں کے باشندے مسلمان ہو گئے تو ان مسلمانوں کی زمینیں بدستور ان کی ملکیت میں رہیں گی اور ان پر عشر واجب ہو گا[14] (۳) وہ علاقے جو بزور شمشیر فتح ہوئے اور ان کی زمینوں کو مال غنیمت قرار دے کر شرعی اصول کے مطابق مسلمان مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا ہو۔ ایسی تمام زمینیں عشری قرار پائیں گی[15] (۴) مسلمان کا رہائشی مکان جب وہ اسے گرا کر قابل کاشت بنا ڈالے، اگر صرف عشری پانی سے سیراب کیا جائے تو اسے بھی عشری زمین قرار دیا جائے گا[16] (۵) وہ بنجر بے آباد غیر مملوکہ زمینیں جنہیں کسی مسلمان نے باقاعدہ اسلامی حکومت کی اجازت سے آباد کیا ہے، ان کی حیثیت کے تعین میں اختلاف ہے امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر ان کو عشری پانی سے سیراب کیا جاتا ہے تو ایسی زمینیں عشری کہلائیں گی اور اگر خراجی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے تو خراجی۔ امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی زمینوں کے عشری یا خراجی ہونے کا دارومدار قرب و جوار کی زمینوں پر ہے۔ اگر گردونواح کی زمینیں عشری ہیں تو یہ آباد کردہ زمینیں بھی عشری

قرار دی جائیں گی اور اگر گردونواح کی زمینیں خراجی ہیں تو ان کو بھی خراجی ہی سمجھا جائے گا۔ اور اگر عشری وخراجی زمینوں کے بالکل بیچ میں ہو تو بھی وہ زمین عشری ہوگی۔ امام ابویوسفؒ کے قول پر فتویٰ ہے۔[۱۸]

عشری پانی بارش کا پانی، کنووں کا پانی، قدرتی چشموں کا پانی اور ان بڑے بڑے دریاؤں ندیوں کا پانی جو قدرتی طور پر جاری ہیں اور ان کو جاری کرنے میں لوگوں کے عمل کو دخل نہیں ہے اور نہ عادۃً کسی کی ملکیت میں ہوتے ہیں مثلاً سیحون، جیحون، دجلہ فرات۔ دریائے نیل، گنگا وجمنا اور پنجاب کے بڑے دریا وغیرہ۔

خراجی پانی ان چھوٹی نہروں اور چشموں وغیرہ کا پانی جنہیں کسی جماعت یا فرد نے اپنی محنت اور خرچ کے ذریعہ نکالا ہے خواہ ایسی نہریں اور چشمے وغیرہ فتح اسلامی سے بیشتر کے ہوں یا فتح اسلامی کے بعد بیت المال کے خرچ سے نکالے گئے ہوں۔ ان کا پانی خراجی ہوگا۔[۱۹]

تنبیہ یاد رہے کہ عشری اور خراجی پانی کا اعتبار صرف نمبر ۴ و ۵ میں ذکر کی گئی زمینوں میں ہی ہوگا۔ زمینوں کی پہلی تین قسمیں بہرحال عشری ہی ہیں۔[۲۰]

نصاب کے شرط ہونے میں اختلاف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وجوب عشر کے لیے کوئی نصاب شرط نہیں لہٰذا پیداوار کتنی ہی قلیل کیوں نہ ہو، عشر اس میں بہرحال واجب ہوگا۔ البتہ امام محمدؒ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ کے نزدیک نصاب شرط ہے۔ اس نصاب میں قدرے تفصیل ہے:

۱۔ کیلی اشیاء (یعنی وہ چیزیں جنہیں ناپ کر بیچا اور خریدا جاتا ہے) کا نصاب پانچ وسق یعنی تین سو صاع ہے جس کا اندازہ تول کے موجودہ پیمانوں کے ذریعہ ۹۴۸

کلوگرام کیا گیا ہے۔

۲۔ غیر کیلی اشیاء جیسے روئی اور زعفران وغیرہ کا نصاب امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اتنی مقدار ہے کہ اس کی قیمت کیلی اشیاء میں سب سے کم قیمت چیز کے پانچ وسق کی قیمت کے برابر ہو جائے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی اشیاء کا نصاب یہ ہے کہ ان چیزوں کا اندازہ کرنے کے لیے جو سب سے بڑا معیار ہے وہ جب پانچ کی تعداد تک پہنچ جائے تو اس پر عشر ادا کرنا واجب ہو جائے گا اس سے کم میں نہیں۔

شہد بھی چونکہ غیر کیلی اشیاء میں شامل ہے اس لیے اس کا نصاب امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان کے اصول کے مطابق یہ ہے کہ شہد کی قیمت، کیلی اشیاء کی سب سے کم قیمت چیز کے پانچ وسق کی قیمت کے برابر ہو جائے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ان کے اصول کے مطابق شہد کے اندازہ کرنے کے لیے چونکہ سب سے بڑا پیمانہ "فرق" ہے اس لیے پانچ "فرق" شہد کا نصاب ہے۔ ایک "فرق" ۳۶ رطل کا ہوتا ہے[۲۱]

فتویٰ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر ہے لہٰذا پیداوار تھوڑی ہو یا زیادہ عشر بہر حال نکالنا واجب ہے[۲۲]

پیداوار کے ایک سال تک باقی رہنے کی شرط میں اختلاف

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وجوب عشر کے لیے پیداوار کے ایک سال تک باقی رہنے کی شرط نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک سبزیوں، ککڑیوں، کھیروں، پیاز، لہسن وغیرہ ہر قسم کی پیداوار پر عشر واجب ہے۔ لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک وجوب عشر کے لیے یہ شرط ہے کہ پیداوار بلا کسی زیادہ تکلف کے ایک سال تک باقی رہ سکے۔

اسی بنا پر عام سبزیوں وغیرہ میں ان کے نزدیک عشر نہیں ہے[۲۳]۔ انگور چونکہ کشمش کی صورت میں سال تک باقی رکھا جاتا ہے اس لیے اس میں عشر واجب ہوگا۔ اسی طرح زیرہ، دھنیا رائی، گنا، بادام، اخروٹ، پستہ وغیرہ جنہیں خشک صورت میں باقی رکھنے کا عام دستور ہے، ایسی تمام چیزوں میں امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک بھی بالاتفاق عشر ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ان تمام پھلوں میں عشر ہے جنہیں خشک کر کے باقی رکھا جا سکتا ہو اور خشک ہونے کے بعد وہ نصاب کو پہنچ جاتے ہوں جیسے انجیر، آلو بخارا، امرود، شفتالو، سیب، مشمش، نبق، توت، کیلا وغیرہ لیکن امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک چونکہ ان اشیاء کو، عام طور پر خشک وغیرہ کر کے باقی رکھنے کی عادت نہیں اور عام طور پر ایسا کیا نہیں جاتا اس لیے ان پر عشر نہیں ہوگا امام محمد رحمہ اللہ سے یہ روایت بھی ہے کہ پیاز چونکہ سال تک باقی رہتا ہے لہٰذا اس میں عشر ہے[۲۴]

تکمیل نصاب | تکمیل نصاب کی ضرورت دو مقام پر پڑتی ہے:

۱۔ کسی شخص کی دو یا دو سے زائد علاقوں اور دیہاتوں میں زمینیں ہیں۔ اور کسی بھی زمین کی پیداوار نصاب کو نہیں پہنچتی۔ تو کیا ان مختلف زمینوں کی پیداوار ملا کر نصاب مکمل کیا جائے گا یا نہیں؟

۲۔ ایک ہی زمین میں مختلف قسم کی پیداوار ہوئی اور ان میں سے کوئی بھی نصاب عشر کو نہیں پہنچتی، تو کیا تکمیل نصاب کی خاطر مختلف پیداواروں کو ملایا جائے گا یا نہیں؟

پہلی صورت میں مختلف زمینوں کی پیداوار کو ملا کر نصاب مکمل کیا جائے گا اور

ادا کرنا ضروری۔ البتہ امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک حکومت کی طرف سے وصولی عشر کے لیے مقرر کردہ عامل اگر ان مختلف زمینوں کا ایک ہی ہے تو اسے مطالبہ عشر کا بھی حق حاصل ہے اور اگر عامل مختلف ہیں اور ہر ایک کے زیر اختیار آنے والی زمین کی پیداوار نصاب عشر کو نہیں پہنچتی تو ایسی صورت میں عامل کو مطالبہ عشر کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ لیکن چونکہ آپس میں ضم کر دینے کے باعث مالک کی ملک میں بقدر نصاب پیداوار جمع ہو چکی ہے اس لیے مالک پر از خود عشر ادا کرنا واجب ہوگا۔ رہی یہ بات کہ پیداوار کی مختلف جنسوں کو بھی تکمیل نصاب کی خاطر آپس میں ضم کیا جائے گا یا نہیں؟ اس کا جواب ابھی دوسری صورت کے ذیل میں آ رہا ہے۔

دوسری صورت میں مختلف قسم کی پیداوار کو تکمیل نصاب کی خاطر آپس میں ضم کرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام ابویوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک جنس کو دوسری جنس کے ساتھ تکمیل نصاب کے لیے نہیں ملایا جائے گا امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اگر اس مختلف پیداوار کا اختلاف ایسا ہے کہ جس کے باعث اس کو آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا ناجائز ہے تو ایسی مختلف پیداوار کو تکمیل نصاب کے لیے آپس میں ضم کیا جائے گا مثلاً سفید گندم اور سرخ گندم اور اگر ایسا اختلاف ہے کہ ان کو آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز ہے تو ایسی مختلف پیداوار کو تکمیل نصاب کے لیے آپس میں ضم نہیں کیا جائے گا بلکہ ہر جنس علیحدہ علیحدہ دیکھی جائے گی اگر نصاب کو پہنچے تو عشر واجب[25] ورنہ نہیں

عاقل بالغ ہونا شرط نہیں

وجوبِ عشر کے لیے عاقل بالغ ہونا شرط نہیں یہی وجہ ہے کہ نابالغ اور مجنون کی زمینوں پر بھی عشر واجب ہے۔[26]

زمین کی ملکیت بھی شرط نہیں

وجوب عشر کے لیے پیداوار کی ملکیت کافی ہے زمین کی ملکیت شرط نہیں اس لیے وقف شدہ زمینوں کی پیداوار پر بھی عشر ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی مسلمان نے زمین عاریۃً لے لی اور اس میں کاشت کی تو اس کا عشر عاریت پر لینے والا شخص (مستعیر) پیداوار کا مالک ہونے کی بناء پر ادا کرے گا، عاریت پر دینے والے شخص (معیر) کے ذمہ اس کا عشر نہیں ہے۔ اگرچہ وہ زمین کا مالک ہے۔

اسی طرح اگر زمین بٹائی پر دی یعنی پیداوار کا ایک معین حصہ مالک کا اور دوسرا معین حصہ کاشتکار کا تو مالک و کاشتکار میں سے ہر شخص اپنے حصہ کا عشر ادا کرے گا[۲۷]

اسی طرح اگر زمین کرایہ پر دیدی اور کرایہ پر لینے والے (مستاجر) نے اس میں زراعت کی تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کرایہ پر دینے والے شخص (مؤجر) نے اجرت اتنی لی ہے کہ مستاجر کے پاس بہت کم بچا ہے تو ایسی صورت میں عشر مؤجر کے ذمہ ہوگا۔ .... اور اگر موجر اجرت کم لے تو عشر مستاجر کے ذمہ ہوگا۔ چونکہ ہمارے علاقوں میں اجرت کم لی جاتی ہے اس لیے اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے کہ عشر مستاجر کے ذمہ ہے[۲۸]

سال گذرنا بھی شرط نہیں

زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہونے کے لیے جس طرح مال زکوٰۃ پر سال گذرنا شرط ہے اس طرح وجوب عشر کے لیے عشری پیداوار پر سال گذرنا شرط نہیں ہے۔ اسی لیے پیداوار ہوتے ہی .... عشر واجب ہوگا اور سال میں جتنی بار فصل ہوگی ہر بار عشر ادا کرنا واجب ہوگا۔[۲۹]

کھیتی کاٹنے اور پھل اتارنے سے پہلے عشر ادا کرنا

زراعت یعنی بیج ڈالنے اور درختوں

کو پھل لگنے سے پہلے عشر ادا کرنا صحیح نہیں۔ لہٰذا اگر کسی شخص نے ایسا کیا تو اسے دوبارہ عشر ادا کرنا پڑے گا۔ اور اگر کھیتی کے اگ جانے کے بعد اور پھل آجانے کے بعد عشر ادا کیا تو عشر ادا ہو جائے گا۔ اور اگر بیج ڈالنے کے بعد اور اگنے سے پہلے عشر ادا کیا تو اس میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ناجائز ہے[۳۰]۔

عشر کی مقدار

جن زمینوں کی سیرابی میں محنت یا خرچ کرنا پڑتا ہو مثلاً چاہی زمینیں یا وہ نہری زمینیں جن کے پانی کی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے یا دُور دراز جگہوں سے اونٹوں وغیرہ پر پانی لا کر زمین کو سیراب کیا جائے تو ایسی صورت میں پیداوار کا $\frac{1}{20}$ حصہ یعنی نصف عشر ادا کرنا ہوگا۔

بارانی زمینیں جنہیں بلا قیمت و بلا محنت پانی میسر آجاتا ہو' ان کی پیداوار کا $\frac{1}{10}$ حصہ یعنی پورا عشر ادا کرنا ہوگا۔

جن زمینوں کو دونوں طرح کے پانیوں سے سیراب کیا گیا ہو تو اکثر کا اعتبار ہوگا یعنی اگر اس فصل میں بارش کا پانی زیادہ استعمال ہوا ہے تو $\frac{1}{10}$ حصہ یعنی عشر ادا کرنا ہوگا۔ اور اگر نہری پانی زیادہ استعمال ہوا ہے تو $\frac{1}{20}$ حصہ یعنی نصف عشر ادا کرنا ہوگا[۳۱]۔

اور اگر کسی زمین کو دونوں طرح کے پانیوں سے سیراب کیا گیا ہو اور دونوں طرح کے پانیوں کا استعمال برابر ہو تو اگرچہ ایک قول کے مطابق نصف عشر یعنی $\frac{1}{20}$ حصہ ادا کرنا ہوگا لیکن دوسرے قول کے مطابق محتاط طریقہ یہ ہے کہ آدھی پیداوار کا عشر یعنی $\frac{1}{10}$ حصہ اور آدھی پیداوار کا نصف عشر یعنی $\frac{1}{20}$ حصہ ادا کرے۔ گویا عشر کا $\frac{3}{4}$ حصہ ادا کرے[۳۲]۔

اگر عشری زمین "تغلبی"[۵] عیسائی کے پاس ہو تو اس سے عشر کا دوگنا یعنی ⅕ حصہ لیا جائے گا۔ خواہ وہ "تغلبی" عیسائی مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا بچہ۔ نیز "تغلبی" عیسائی سے اگر غیر "تغلبی" ذمی نے وہ زمین خرید لی تو غیر "تغلبی" ذمی کو بھی عشر کا دوگنا یعنی ⅕ حصہ ادا کرنا ہوگا۔

"تغلبی" اگر مسلمان ہو جائے یا کوئی مسلمان اس سے زمین خرید لے تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک حسب سابق یہ لوگ عشر کا دوگنا ادا کریں گے اور امام ابو یوسفؒ رحمہ اللہ کے نزدیک اب یہ لوگ عشر ادا کریں گے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور عشر کا دوگنا ادا کرنے کا حکم اب ساقط ہو جائے گا۔

"تغلبی" نے اگر عشری زمین کسی مسلمان سے خریدی تو امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسفؒ رحمہا اللہ کے نزدیک "تغلبی" عشر کا دوگنا ادا کرے گا۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک بدستور سابق عشر ہی ادا کرے گا۔[۳۴]

قرض اور خرچ منہا نہیں کیا جائے گا

اگر مالک پیداوار مقروض ہو تو قرض کو پیداوار سے منہا نہیں کیا جائے گا بلکہ پوری پیداوار کا عشر ادا کیا جائے گا۔ اسی طرح کھیتی کے اخراجات اور بیج وغیرہ

---

[۵] "بنو تغلب" عرب عیسائیوں کا ایک قبیلہ تھا جو روم کی سرحد کے قریب آباد تھا۔ جب حضرت عمرؓ نے ان پر جزیہ مقرر کرنا چاہا تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم عرب قوم ہیں اور جزیہ کو ناپسند کرتے ہیں اور اگر آپ نے ہم پر جزیہ لگایا تو ہم آپ کے دشمن رومیوں سے جاملیں گے۔ اور اگر آپ ہم سے وہی وصول کریں جو مسلمانوں سے وصول کرتے ہیں (عشر وغیرہ) تو ہم آپ کو مسلمانوں سے دوگنا دیدیں گے چنانچہ اسی پر ان سے معاہدہ ہوگیا۔ (شرح زیادات الزیادات للسرخسی والعتابی ص ۱۱۲)

بھی منہا نہیں کئے جائیں گے بلکہ پوری پیداوار کا عشر ادا کرنا ہوگا۔[۳۴]

وجوب عشر کا وقت

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کھیتی کے زمین سے نکلنے اور درختوں پر پھل کے ظاہر ہو جانے اور قابلِ انتفاع ہو جانے کا وقت ہی وجوب عشر کا وقت ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک کھیتی اور پھلوں کے پوری طرح تیار ہو جانے کے وقت عشر واجب ہوتا ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک کھیتی کو صاف اور بھوسے وغیرہ سے علیحدہ کر لینے اور پھلوں کو توڑ لینے کے وقت عشر واجب ہوتا ہے۔

لہٰذا اگر کھیتی کاٹے جانے اور پھول توڑنے جانے کے قابل ہونے سے پہلے کسی شخص نے ضائع کر دیئے تو مالک اس شخص سے تاوان وصول کر کے اس میں سے امام ابوحنیفہ کے نزدیک عشر ادا کرے گا اور اگر کھیتی یا پھلوں میں سے کچھ حصہ تلف ہونے سے بچ جائے تو اس کا عشر اسی میں سے ادا کرے لیکن چونکہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ابھی وجوب عشر کا وقت ہی نہیں ہوا تھا اس لیے ان کے نزدیک ایسی تلف کردہ پیداوار کا عشر واجب نہیں ہوگا۔ نیز ان کے نزدیک باقی ماندہ کھیتی اور پھلوں کے نصاب کی تکمیل میں اُس پیداوار کا اعتبار نہیں کیا جائے گا جو وجوب عشر کا وقت آنے سے پہلے ہلاک ہو چکی ہے۔ لہٰذا اگر باقی ماندہ پیداوار بذات خود نصاب کو پہنچ جائے تو عشر ادا کر دیا جائے۔ ورنہ نہیں۔

امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جو وقت وجوب ہے اگر اس کے بعد کھیتی یا پھل از خود قدرتی طور پر ضائع ہو گئے تو ہلاک شدہ کا اگرچہ عشر ادا نہیں کیا جائے گا لیکن باقی ماندہ پیداوار اگر نصاب کو نہیں پہنچتی تو تکمیل نصاب کی خاطر ہلاک شدہ پیداوار کا اعتبار کیا جائے گا۔ اس طرح اگر نصاب مکمل ہو جائے تو عشر ادا کرنا واجب ہوگا ورنہ نہیں

اور اگر وقت وجوب کے بعد کھیتی یا پھل کو مالک نے خود ضائع کیا ہے تو اس کا عشر مالک کے ذمہ واجب الاداء ہوگا۔ اور اگر مالک کے علاوہ کسی اور شخص نے اس کی پیداوار کو وقت وجوب کے بعد ضائع کیا ہے تو مالک اس سے تاوان لے کر اس کا عشر ادا کرے۔ اور اگر پیداوار کا کچھ حصہ ضائع کرنے والے کی دستبرد سے بچ گیا ہے تو اس کا عشر باقی ماندہ حصے سے ادا کرے[٣٥]

عشر کا رکن "تملیک" ادائیگی عشر کے لیے "تملیک" یعنی کسی مستحق کو مالک بنانا ضروری ہے۔ لہٰذا ان تمام صورتوں میں عشر ادا نہیں ہوگا جن میں کسی مستحق کو مالک نہ بنایا گیا ہو مثلاً مسجد و سرائے وغیرہ کی تعمیر اور دیگر رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کرنا، کسی مردے کے کفن دفن میں خرچ کرنا، کسی فقیر میت کا قرض ادا کرنا، کسی زندہ فقیر کا قرض از خود اس کے حکم کے بغیر ادا کر دینا وغیرہ۔

حاکم یا اس شخص کو عشر ادا کرنا جسے وصولی عشر کے لیے حکومت کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے، بالکل درست اور صحیح ہے کیونکہ ان کا وصول کرنا فقراء و مستحقین کے نمائندہ اور وکیل ہونے کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کا قبضہ مستحق کا قبضہ قرار پائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی نابالغ فقیر بچے یا فقیر مجنون کو عشر ادا کرتا ہے اور ان کی طرف سے ان کا باپ، دادا یا ان کا ولی یا وصی قبضہ کر لیتا ہے تو بھی عشر ادا ہو جائے گا اس لیے کہ ان کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ان کا قبضہ بعینہٖ فقیر بچے یا فقیر مجنون کا قبضہ سمجھا جائے گا۔

اپنے اصول و فروع یعنی باپ دادا اور اپنی اولاد یا اولاد کی اولاد کو عشر ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح شوہر اپنی بیوی کو عشر ادا نہیں کر سکتا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مطابق بیوی اپنے شوہر کو بھی عشر نہیں ادا کر سکتی البتہ امام ابو یوسفؒ

اور امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک بیوی اپنے شوہر کو ادا کر سکتی ہے لیکن فتویٰ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک پر ہے۔ اپنے اصول و فروع کو ادا کرنے اور زوجین کے ایک دوسرے کو ادا کرنے کی صورت میں اگرچہ تملیک تو ہو جاتی ہے لیکن چونکہ ان میں بالعموم ایک دوسرے کی ملکیت سے فائدہ بکثرت اٹھایا جاتا ہے اس لیے یہ تملیک، تملیک مطلق نہیں ہوتی لہٰذا ان کو ادائیگی عشر صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح اباحۃً کھانا کھلا دینے سے عشر ادا نہیں ہوگا۔[۳۶]

نیت چونکہ عشر میں عبادت کی حیثیت بھی ملحوظ ہے اس لیے دیگر عبادات کی طرح ادائیگی عشر میں بھی نیت شرط ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص سے جبراً عشر لے لیا گیا اور وہ بذات خود ادائیگی عشر پر رضامند نہیں تھا تو ایسے شخص کو وہ اجر و ثواب نہیں ملے گا جو ادائیگی عشر پر بحیثیت عبادت ملتا ہے اگرچہ اس صورت میں بھی عشر اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا کیونکہ اس میں ٹیکس کی حیثیت بھی موجود ہے۔

یہ نیت یا تو ادائیگی کے وقت ہونی چاہیے یا پھر اس وقت جبکہ کل پیداوار سے عشر کا حصہ علیحدہ کیا جائے اگرچہ بعد میں علیحدہ کردہ حصہ عشر کو ادا کرتے وقت نیت مستحضر نہ رہے۔

نیز نیت میں صاحب عشر کی نیت کا اعتبار ہوگا لہٰذا اگر کسی شخص نے عشر کا حصہ کسی مستحق تک پہنچانے کا حکم کسی کو دیا۔ لیکن پہنچانے پر مامور شخص کو مستحق کے حوالہ کرتے وقت نیت مستحضر نہیں رہی تو بھی عشر ادا ہو جائے گا کیونکہ ایسی صورت میں آمر کی نیت کا اعتبار ہوگا نہ کہ مامور کی نیت کا۔[۳۷]

حصہ عشر کی جگہ دوسری چیز کی ادائیگی پیداوار کے حصہ عشر کی جگہ اس کی قیمت بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ نیز

حصہ عشر کی جگہ اگر کوئی دوسری جنس ادا کرنا چاہے تو بھی کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس دوسری جنس کی قیمت حصۂ عشر کی قیمت کے برابر ہو۔ البتہ اگر حصہ عشر کی جگہ اسی جنس کی دوسری چیز ادا کرنا چاہے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ اموالِ ربویہ میں سے ہے۔

۲۔ اموال ربویہ کے علاوہ ہے۔

اگر دوسری صورت ہے تو اس میں حصہ عشر کی جگہ اسی جنس کی دوسری چیز ادا کی جا سکتی ہے بشرطیکہ اس کی قیمت حصہ عشر کی قیمت کے برابر ہو۔

پہلی صورت میں جبکہ حصہ عشر اموال ربویہ میں سے ہو اور اس کی جگہ اسی کی جنس سے دوسری چیز ادا کرنی ہو تو اس میں تین قول ہیں:

امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ رحمہما اللہ کے نزدیک مقدار میں یکساں اور برابر ہونا ضروری ہے۔ امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک قیمۃً برابر ہونا ضروری ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ان دونوں صورتوں میں جو فقراء کے لیے زیادہ انفع ہو اس کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً کسی شخص کے کھیت میں اعلیٰ قسم کی ایک ہزار من گندم پیدا ہوئی جس کا عشر وہی اعلیٰ قسم کی سو من گندم ہے۔ اب اگر کسی وجہ سے یہ شخص عشر ادا نہ کر سکا اور یہ گندم اس کے پاس ختم ہو گئی۔ اب یہ شخص گھٹیا قسم کی سو من گندم بطور عشر ادا کرتا ہے جس کی قیمت چھ ہزار روپیہ بنتی ہے جبکہ اس اعلیٰ قسم کی سو من گندم کی قیمت نو ہزار روپیہ تھی۔ اس صورت میں امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک عشر ادا ہو جائے گا کیونکہ یہ حضرات ایسی حالت میں مقدار میں برابری کافی سمجھتے ہیں۔ لیکن امام زفر اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک عشر ادا نہیں ہوگا۔ امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک تو اس پر لازم ہے کہ اس [illegible] ادا کرے وہ گندم کی قیمت اس [illegible] واجب الادا

گندم کی قیمت کے برابر نہیں اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس لیے کہ اس صورت میں قیمت کا اعتبار کرنا فقراء کے لیے زیادہ انفع ہے کیونکہ اس طرح فقراء کو یہ گھٹیا گندم ڈیڑھ سو من مل جائے گی۔

اگر معاملہ اس کے برعکس ہو یعنی واجب الادا حصہ عشر سو من گھٹیا گندم ہو جس کی قیمت چھ ہزار روپیہ بنتی ہے لیکن یہ شخص اس کی جگہ ۷۵ من اعلیٰ گندم بطور عشر ادا کرتا ہے جس کی قیمت واجب الادا سو من گھٹیا گندم کی قیمت کے برابر ہے۔ اس صورت میں امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک عشر ادا ہو جائے گا اس لئے کہ ادا کردہ ۷۵ من گندم کی قیمت واجب الادا سو من گندم کی قیمت کے برابر ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ امام ابویوسفؒ اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک عشر ادا نہیں ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ کے نزدیک تو اس لیے کہ یہ ادا کردہ گندم واجب الادا گندم کی مقدار کے برابر نہیں۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس لیے کہ اس صورت میں مقدار کا اعتبار کرنا فقراء کے لیے زیادہ انفع ہے کیونکہ اس طرح فقراء کو سو من گندم مل جائے گی[۳۸]

شرائط استحقاق عشر مستحق عشر ہونے کے لیے وہی شرائط ہیں جو مستحق زکوٰۃ بننے کے لیے ہیں یہ شرائط پانچ ہیں۔

۱۔ محتاج ہونا: محتاج ہونے کی متعدد صورتیں ہیں۔

ا۔ فقیر ہونا: فقیر ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے پاس اپنی حاجات اصلیہ اور قرض سے بچا ہوا مال نصاب کو نہ پہنچے۔

ب۔ مسکین ہونا: مسکین ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے پاس کچھ بھی مال نہ ہو۔

ج ۔ عاملین صدقات : حکومت کی طرف سے جو لوگ زکوٰۃ وعشر وغیرہ کی وصولی کے لیے مقرر کیئے گئے ہوں وہ سب عاملین صدقات کہلاتے ہیں ۔ البتہ یہ لوگ غنی ہونے کی صورت میں بھی وصولی صدقات کے عمل کی اجرت کے طور پر زکوٰۃ وعشر میں سے وصول کر سکتے ہیں ۔

د ۔ مقروض ہونا : اس سے وہ مقروض مراد ہے کہ جس کے پاس قرض منہا کرنے کے بعد حاجات اصلیہ سے زائد اتنا مال نہ بچتا ہو جو نصاب کو پہنچتا ہو ۔

ھ ۔ تمام وہ لوگ جو دینی خدمات اور دیگر امور خیر میں مشغول رہتے ہوں اور ضرورت مند ہوں ۔

و ۔ وہ مسافر جو سفر میں کسی وجہ سے محتاج ہو گیا ہو ۔ اگرچہ بقدر نصاب مال اس کے وطن میں اس کے پاس ہو ۔

۲۔ مسلمان ہونا : لہٰذا زکوٰۃ وعشر کی رقم کسی کافر کو نہیں دی جا سکتی اگرچہ وہ کتنا ہی محتاج اور فقیر کیوں نہ ہو ۔

۳۔ بنی ہاشم میں سے نہ ہونا : زکوٰۃ وعشر کی ادائیگی کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ جسے زکوٰۃ وعشر کا مال دیا جا رہا ہے وہ بنو ہاشم میں سے نہ ہو ۔ بنو ہاشم سے مراد حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت عقیلؓ اور حضرت حارثؓ بن عبد المطلب کی اولاد ہے ۔

۴۔ بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلاموں میں نہ ہو ۔

۵ ۔ زکوٰۃ وعشر ادا کرنے والے شخص اور جس کو زکوٰۃ وعشر کا مال دیا جا رہا ہے ، ان کے منافع املاک آپس میں متصل نہ ہوں ۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی شخص زکوٰۃ

عشر کا مال اپنے والدین اور والدین کے آباؤ اجداد نیز اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کو نہیں دے سکتا کیونکہ عادۃً ان رشتوں میں منافع املاک آپس میں متصل ہوتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کو زکوٰۃ و عشر کا مال نہیں دے سکتے ہیں

کسی شخص کی حالت کی تحقیق کئے بغیر اسکو عشر ادا کرنا

اگر کسی شخص نے کسی کو عشر ادا کر دیا اور اسے تحقیقی طور پر یہ معلوم نہ تھا کہ یہ شخص مستحق ہے یا نہیں تو اس کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ زکوٰۃ و عشر ادا کرتے وقت اگر اپنے اعتماد کی حد تک پورا یقین و اعتماد تھا کہ یہ شخص مستحق ہے اور اس وقت اس کے غیر مستحق ہونے کا کوئی شبہ بھی قلب میں نہ تھا تو اس صورت میں یہ ادائیگی صحیح ہے اور جب تک بالیقین یہ نہ معلوم ہو جائے کہ وہ شخص غیر مستحق تھا وہ ادائیگی صحیح اور درست ہی قرار دی جائے گی۔ ہاں البتہ اگر بعد میں پورے وثوق کے ساتھ یہ معلوم ہو گیا کہ وہ شخص غیر مستحق تھا تو اب دوبارہ ادا کرنا واجب ہوگا۔ بعد میں محض شک و شبہ پیدا ہو جانا ادائیگی سابق کو باطل نہیں کرے گا۔

۲۔ زکوٰۃ و عشر ادا کرتے وقت ہی اگر اس کو شک و شبہ تھا کہ شاید یہ شخص مستحق نہیں ہے لیکن اس شخص نے تحقیق و تفتیش اور اعتماد پیدا کئے بغیر اس کو زکوٰۃ و عشر کا مال دے دیا تو یہ ادائیگی صحیح نہیں ہے، دوبارہ ادا کرنا پڑے گا البتہ اگر بعد میں پورے وثوق و اعتماد کے ساتھ معلوم ہو گیا کہ وہ شخص مستحق تھا اور میرا اس کے بارے میں شک و شبہ غلط تھا یا کم از کم ظن غالب ہی حاصل

ہو گیا تو وہ ادائیگی درست قرار پائے گی۔

۴۔ جس شخص کو زکوٰۃ و عشر ادا کیا ہے اس کے مستحق ہونے کے بارے میں شک و شبہ تھا لیکن قرائن و آثار خارجیہ کے ذریعہ یا کسی شخص سے اس کے بارے میں تحقیق کرنے کے بعد وہ شک و شبہ جاتا رہا پھر اس کو زکوٰۃ و عشر کا مال ادا کر دیا تو ایسی صورت میں اگر بعد میں اس کے مستحق ہونے یا مستحق نہ ہونے کے بارے میں کوئی اور بات معلوم نہ ہوئی یا اگر کچھ معلوم ہوا تو بس یہی کہ وہ شخص مستحق تھا تو بالاجماع یہ ادائیگی صحیح و درست ہے۔ اگر بعد میں بہ تحقیق یہ معلوم ہوا کہ وہ شخص مستحق نہیں تھا تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک یہ ادائیگی صحیح و درست ہے، اعادہ کی حاجت نہیں لیکن امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ادائیگی صحیح نہیں ہوئی، دوبارہ ادا کرنا ضروری ہے۔[۱]

وجوبِ عشر کے بعد اس کا سقوط

وجوب عشر کے بعد عشر کے ساقط ہونے کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ مالک کی تعدی و کوتاہی کے بغیر پیداوار کا ہلاک ہو جانا۔ اگر کل پیداوار ہلاک ہو گئی تو کل کا عشر ساقط ہو گیا اور اگر پیداوار کا کچھ حصہ ہلاک ہوا تو اس کا عشر ساقط ہو گیا۔ باقی ماندہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس کا عشر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ادا کرنا ہو گا۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اگر باقی ماندہ حصہ نصاب کو پہنچتا ہو یا ہلاک شدہ حصے کو ملا کر نصاب پورا ہو جاتا ہو تو باقی ماندہ حصے کا عشر ادا کرنا ہو گا ورنہ نہیں۔

۲۔ مرتد ہو جانا (العیاذ باللہ) چونکہ عشر میں عبادت کا معنی پایا جاتا ہے اور مرتد عبادت کا اہل نہیں ہے لہٰذا عشر ساقط ہو جائے گا۔

(۴) پیداوار کے موجود نہ ہونے کی صورت میں مالک کا بلا وصیت مرجانا۔ البتہ اگر پیداوار موجود ہو تو اس میں سے عشر نکالا جائے گا یا اگرچہ پیداوار موجود نہیں ہے لیکن مالک مرتے وقت ادائیگی عشر کی وصیت کر گیا ہے تو اجراء وصیت کے قواعد کے مطابق ایک تہائی مال میں سے عشر ادا کیا جائے گا۔[۴۱]

عشر کے متفرق مسائل

مسئلہ: جن خاردار درختوں کے سبز کانٹوں پر شبنم کی طرح ترنجبین گرتی ہے اگر وہ عشری زمین میں ہوں تو ترنجبین پر بھی عشر واجب ہے۔ البتہ درختوں کے پتوں وغیرہ پر گرے تو عشر نہیں ہے۔[۴۲]

مسئلہ: عشری زمین کے غیر مملوکہ درختوں — جیسے پہاڑوں وغیرہ کے درخت — کے جو پھل اکٹھے کئے جائیں، ان کا عشر ادا کرنا بھی واجب ہے۔ بشرطیکہ حکومت کی محافظت میں ہوں یعنی اہل حرب، باغیوں اور ڈاکوؤں سے اس کی حفاظت کرتی ہو نہ کہ عام مسلمانوں سے کیونکہ پہاڑوں اور جنگلات کے غیر مملوکہ درختوں کے پھل مباح الاستعمال ہیں لہٰذا مملکت کے عام مسلمانوں کو اس سے منع کرنا جائز نہیں۔[۴۳]

مسئلہ: وہ درخت جو بذات خود مقصود نہیں ہیں بلکہ پھل کے لیے وہ درخت لگائے جاتے ہیں، ایسے درختوں کی لکڑی پر عشر نہیں۔ ایسے ہی ان درختوں سے جو گوند وغیرہ نکلتی ہے اس میں بھی عشر نہیں۔ صرف اس سے حاصل ہونے والے پھلوں میں عشر ہوگا۔[۴۴]

مسئلہ: وہ بیج جو صرف زراعت ہی کے کام آتے ہیں یا صرف دوا کے کام آتے ہیں ان میں بھی عشر نہیں ہے۔ جیسے تربوز کے بیج، اجوائن اور کلونجی وغیرہ۔[۴۵]

مسئلہ: مکان کے اندر اگر کوئی چیز اگائی گئی تو اس پر عشر نہیں ہے اسی طرح قبرستان میں کچھ اگا تو اس میں بھی عشر نہیں ہے۔

مسئلہ: عشری زمین کی جس پیداوار پر عشر نہیں ہے اگر زراعت سے وہی مقصود بالذات ہو تو اس کا عشر ادا کرنا بھی ضروری ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ دار و مدار قصد و ارادہ پر ہے[۴۷]

مسئلہ: اگر عشری زمین کو کسی شخص نے کھیتی سمیت فروخت کیا یا صرف کھیتی کو فروخت کیا اور ان دونوں صورتوں میں کھیتی تیار ہو چکی تھی تو اس کا عشر بائع یعنی بیچنے والے پر ہوگا اور اگر کھیتی تیار نہیں ہوئی تھی اور مشتری نے اسی حالت میں اسے کاٹ دیا تو اس کا عشر بھی بائع پر ہوگا اور اگر مشتری نے خرید کر کھیتی کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ پک کر تیار ہو گئی تو اس کا عشر مشتری یعنی خریدنے والے پر ہوگا[۴۸]

مسئلہ: اگر زمین کسی کافر کو عاریت پر دی تو اس کا عشر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک معیر (عاریت پر دینے والا) ادا کرے گا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک کافر مستعیر (عاریت پر لینے والا) ادا کرے گا اور امام ابویوسفؒ رحمہ اللہ کے نزدیک اگرچہ کافر مستعیر ادا کرے گا لیکن دوگنا عشر ادا کرے گا[۴۹]

مسئلہ: اگر کسی شخص نے عشری زمین غصب کر لی اور اس میں زراعت کی تو اگر اس کی زراعت نے زمین میں کچھ نقصان پیدا کر دیا ہے تو مالک اس کا تاوان لے گا اور اس کا عشر بھی مالک ہی کے ذمہ ہوگا اور اگر غاصب کی زراعت سے زمین میں کوئی نقصان نہیں پیدا ہوا تو اس کا عشر غاصب ادا کرے گا[۵۰]

مسئلہ: ادائیگی عشر سے پہلے اگر پیداوار فروخت کر دی تو حکومت کی طرف سے وصولی عشر کے لیے مقرر کردہ شخص کے لیے جائز ہے چاہے تو مشتری سے عشر وصول کرے اور چاہے تو بائع سے۔ اور اگر بائع نے اس کو زائد قیمت پر فروخت کیا اور مشتری نے اس پر تاحال قبضہ نہیں کیا ہے تو مصدق کو اختیار ہے چاہے پیداوار کا عشر

وصول کرے اور چاہے جس قیمت پر فروخت کیا ہے اس کا عشر (دسواں حصہ) وصول کرلے۔ ظاہر ہے کہ جب زائد قیمت پر فروخت کرنے کی صورت میں مصدق کو یہ اختیار ہے تو جب مناسب قیمت پر فروخت کیا ہو تو بطریق اولیٰ اسے یہ اختیار حاصل ہوگا۔ ہاں البتہ اگر بائع نے بہت کم قیمت پر فروخت کیا ہے تو پھر مصدق صرف پیداوار کا عشر یا اس کی بازاری قیمت وصول کرے گا۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ پیداوار مشتری یا بائع کے پاس موجود ہو۔

اگر وہ پیداوار بائع نے ختم کردی ہے تو مصدق اسی جیسی پیداوار کا عشر یا اس کی بازاری قیمت وصول کرے گا اور اگر مشتری نے وہ پیداوار ختم کرڈالی ہے تو مصدق بائع یا مشتری کسی سے بھی عشر کا ضمان لے سکتا ہے[۵۱]

مسئلہ: اگر انگوروں کا رس نچوڑ کر فروخت کیا تو اس رس کی حاصل کردہ رقم سے عشر لیا جائے گا[۵۲]

مسئلہ: عشر نکالنے سے پہلے پیداوار کا استعمال جائز نہیں الا یہ کہ ادائیگی عشر کا عزم مصمم ہو[۵۳]

مسئلہ: گنے کے رس میں عشر واجب ہے اس کے چھلکے میں نہیں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جب گنا اتنی مقدار میں پیدا ہو کہ اس کی قیمت سب سے کم قیمت والی چیز کے پانچ وسق کی قیمت کے برابر ہو جائے تو عشر واجب ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جب گنا اتنی مقدار میں پیدا ہو کہ اس کا رس پانچ من ہو جائے تو عشر واجب ہوگا۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک چونکہ وجوب عشر کے لیے کوئی نصاب شرط نہیں ہے اس لیے گنا کم ہو یا زیادہ، عشر بہرحال واجب ہے[۵۴]

مسئلہ: نہروں، نالوں اور دریاؤں کے کنارے جو درخت ہوتے ہیں۔ ان میں عشر نہیں ہے[۵۵]

مسئلہ: کسی مسلمان نے اپنی عشری زمین کسی کافر ذمی کے ہاتھ فروخت کی لیکن بطور شفعہ کسی دوسرے مسلمان نے لے لی تو یہ زمین بدستور عشری رہے گی[۵۶]

مسئلہ: کسی مسلمان نے عشری زمین کسی ذمی کے ہاتھ "بیع فاسد" کے ساتھ فروخت کی، لیکن بیع کے فاسد ہونے کے باعث وہ زمین اسی بیچنے والے مسلمان کو واپس کر دی گئی تو یہ زمین بدستور عشری رہے گی[۵۷]

مسئلہ: کسی مسلمان نے کسی ذمی کے ہاتھ عشری زمین فروخت کی اور اس بیع میں مسلمان نے اپنے لیے "خیار شرط" رکھا۔ بعد میں "خیار شرط" کے باعث زمین واپس لے لی۔ یا مشتری نے "خیار رویت" کے طور پر واپس کر دی۔ یا مشتری نے "خیار عیب" کی وجہ سے قضاء قاضی کے بعد واپس کی تو ان صورتوں میں بھی زمین بدستور عشری ہی رہے گی۔ البتہ اگر خیار عیب کی وجہ سے بلا قضاء قاضی واپس کی تو وہ عشری زمین خراجی بن جائے گی[۵۸]

مسئلہ: زِفت[۱] اور قِیر[۲] کے چشمے اگر عشری زمین میں نکل آئیں تو ان میں عشر نہیں ہوگا[۵۹]

مسئلہ: مزارعتِ فاسدہ میں اگر بیج مالک کا ہے تو عشر بھی مالک پر عائد ہوگا اور اگر بیج مزارع کی طرف سے ہے تو یہ اجارہ والی صورت بن جائے گی۔ اور اجارہ کی صورت میں بقول مفتیٰ بہ عشر متاجر کے ذمہ ہوگا[۶۰]

مسئلہ: وہ ریشم جو کیڑوں سے پیدا ہوتا ہے اس میں عشر نہیں ہے اگرچہ ان

---

[۱] تارکول [۲] ایک ایسا مادہ جو کشتیوں پر ملا جاتا ہے۔

کی خوراک عشری زمین میں پیدا ہونے والے درختوں کے پتّے ہی کیوں نہ ہوں۔
کیونکہ پتوں میں عشر نہیں ہے لہٰذا ان سے پیدا ہونے والے ریشم میں بھی عشر نہیں ہے[٦١]
مسئلہ: اگر کسی مقام پر شہتوت کے پتے کسی اہم کام میں استعمال ہونے کے باعث
مقصود قرار پا جائیں جیسا کہ خوارزم و خراسان کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے تو ان پر
بھی عشر عائد ہوگا۔ درخت بید کی شاخوں وغیرہ میں بھی اسی بناء پر عشر ہوگا[٦٢]

مراجع

ؔ۱ سائمہ جانوروں سے مراد وہ جانور ہیں جو سال کا اکثر حصہ آزاد چراگاہوں میں چر کر گذارہ کرتے ہوں ردالمحتار ص ۲۷۵ ج ۱

ؔ۲ محمد امین الشہیر بابن عابدین (المتوفی ۱۲۵۲ھ): ردالمحتار علی الدرالمختار ص ۳۲۵ جلد دوم طبع مصر

ؔ۳ " " " " " " " " " " "

ؔ۴ عبداللہ بن الشیخ محمد بن سلیمان المعروف بداماد افندی۔ مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر ص ۲۱۴ جلد اوّل طبع بیروت

ؔ۵ محمد علاء الدین الحصکفی (المتوفی ۱۰۸۸ھ) الدرالمنتقی فی شرح الملتقی علی ہامش مجمع الانہر ص ۲۱۵ جلد اوّل۔

ؔ۶ ملک العلماء علاء الدین الکاسانی (المتوفی ۵۸۷ھ) بدائع الصنائع ص ۶۵ جلد دوم مطبوعہ بیروت۔

ؔ۷ بدائع الصنائع " " " " ص ۵۴، ۵۵ جلد دوم " "

ؔ۸ ایضاً " " " " ص ۵۵، ۵۶ جلد دوم و ص ۳۵ اجلد اوّل

ؔ۹ ایضاً " " " " ص ۵۸ جلد دوم

ؔ۱۰ محمد علاء الدین الحصکفی: الدرالمختار شرح تنویرالابصار ص ۳۲۳ جلد دوم طبع مصر (مطبوعہ مع ردالمحتار)

ؔ۱۱ بدائع الصنائع ص ۵۸ جلد دوم مطبوعہ بیروت

ؔ۱۲ ایضاً ص ۵۷ " " "

ؔ۱۳ حسن بن منصور الفرغانی الشہیر بقاضی خان (المتوفی ۵۹۲ھ) فتاوٰی قاضی خان علی ہامش الہندیہ ص ۲۵۰ جلد اول طبع ترکی

ؔ۱۴ بدائع الصنائع " ص ۵۰ جلد دوم مطبوعہ بیروت

ؔ۱۵ " " " " " "

ؔ۱۶ محمد امین الشہیر بابن عابدین: ردالمحتار ص ۳۳۱ جلد دوم۔

ؔ۱۷ " " ص ۱۸۴ جلد چہارم

١٨ بدائع الصنائع، ص ٦٠ جلد دوم

١٩ 〃 〃 〃 〃

٢٠ محمد امین الشہیر بابن عابدین: ردالمحتار ص ١٨٥ جلد چہارم

٢١ بدائع الصنائع ص ٥٩، ٦١ جلد دوم

٢٢ محمد علاء الدین الحصکفی: الدر المنتقی علی ہامش مجمع الانہر ص ٢١٥ جلد اول

٢٣ عبداللہ بن محمد بن سلیمان المعروف بداماد آفندی: مجمع الانہر ص ٢١٥ جلد اول

٢٤ بدائع الصنائع ص ٦٠، ٦١ جلد دوم

٢٥ 〃 〃 〃 〃 〃 〃

٢٦ 〃 〃 〃 〃 〃

٢٧ 〃 〃 〃

٢٨ ردالمحتار ص ٣٤٣ جلد دوم

٢٩ بدائع الصنائع ص ٦٢ جلد دوم

٣٠ 〃 〃 〃 〃 〃 〃

٣١ 〃 〃 〃 〃 〃

٣٢ علامہ زین الدین ابن نجیم (المتوفی ٩٦٩ھ) البحر الرائق شرح کنز الدقائق ص ٢٥٦ جلد دوم طبع بیروت

٣٣ محمد امین الشہیر بابن عابدین: ردالمحتار ص ٣٢٩ جلد دوم

٣٤ بدائع الصنائع ص ٥٧، ٦٢ جلد دوم

٣٥ 〃 〃 ص ٦٣، ٦٤ 〃

٣٦ 〃 〃 ص ٦٥، ٣٩ 〃

٣٧ 〃 〃 ص ٦٥، ٤٠ 〃

۳۸ بدائع الصنائع: ص ٦٥ ، ۴۱ جلد دوم

۳۹ 〃 〃 ص ٦٥ ، ۴۳تا۴۹ 〃

۴۰ 〃 〃 ص ٦٥ ، ٥٠ 〃

۴۱ 〃 〃 ص ٦٥ 〃

۴۲ حسن بن منصور الفرغانی الشہیر بقاضی خان: فتاوی قاضیخان علی ہامش الہندیہ ص ۲۷۶ جلد اوّل

۴۳ محمد امین الشہیر بابن عابدین، ردالمحتار ص ۳۲٥ جلد دوم

۴۴ 〃 〃 〃 : فتاوی ہندیہ ص ۱۸٦ جلد اوّل

۴٥ 〃 〃 〃 : 〃 〃 〃 〃

۴٦ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۴۷ 〃 〃 : ردالمحتار 〃

۴۸ : فتاوی ہندیہ ص ۱۸۷ جلد اوّل

۴۹ : 〃 〃 〃

٥۰ حسن بن منصور الفرغانی الشہیر بقاضی خان: قاضیخان علی ہامش الہندیہ ص ۲۷۷ جلد اوّل

٥۱ : فتاوی ہندیہ ص ۱۸۷ جلد اوّل

٥۲ : 〃 〃 〃 〃

٥۳ محمد بن محمد المعروف بابن البزاز (المتوفی ۸۲۷ھ): فتاوی بزازیہ علی ہامش الہندیہ ص ۹۲ جلد چہارم

٥۴ : ردالمحتار ص ۳۲۷ جلد دوم
زین الدین ابن نجیم : البحرالرائق ص ۲٥٦ جلد دوم

٥٥ : فتاوی بزازیہ علی ہامش الہندیہ ص ۹۱ جلد چہارم

٥٦ : ردالمحتار ص ۳۲۹، ۳۳۰، جلد دوم

۵۷ محمد امین الشہیر با بن عابدین : رد المحتار ص ۳۲۰ جلد دوم

۵۸ " : " "

۵۹ " : ص ۳۳۱ "

۶۰ " : ص ۳۳۴ "

۶۱ ابوبکر بن علی بن محمد الحداد الیمنی (المتوفی ۸۰۰ھ) الجوہرۃ النیرہ ص ۱۵۵ جلد اول

۶۲ محمد امین الشہیر با بن عابدین : العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ ص ۱۲ جلد اول (طبع بیروت)

اسلامی نظام عدل کا نفاذ

مُشکلات

اور

اُن کا حل

تالیف: مولانا سید محمد متین ہاشمی ایم۔ اے

قیمت ۵/۰۰ روپے